تحریر: ڈاکٹر خالد علوی

نقطہ نظر

انحرافی قوتیں اور عالم اسلام

اسلام دین حق اور صراط مستقیم، تاریخ انسانی میں ایک مثبت قوت کے طور پر تمام باطل قوتوں کے لیئے ایک چیلنج کی حیثیت سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ ایک ابدی پیغام اور ہمہ گیر انقلاب تھا اور ہمہ جہت تبدیلی تھی۔ رسول کریمؐ کی کامل قیادت نے ایک بااخلاق فرد اور ایک مستحکم سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ اس تبدیلی نے شیطانی قوتوں کے لیئے حیات انسانی کا کوئی فارغ گوشہ نہیں چھوڑا تھا۔ باطل قوتیں جس طرف کا رخ کرتیں انہیں اسلام سامنے نظر آتا۔ اسی ہمہ پہلو دین نے انسان کو ان دیکھے معبود کی طرف دعوت دی جو ہر دینی سرگرمی کا اصل الاصول ہے۔ یہ دعوت تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت ہے۔ چونکہ یہ تصور اعلیٰ فکری صلاحیت اور عمیق روحانی پاکیزگی کا متقاضی ہے۔ اس لیئے اسے سمجھنے اور قبول کرنے میں انسان نے ہمیشہ ٹھوکر کھائی ہے۔ انسان کی بنیادی کمزوری اس کی مادیت اور محدودیت ہے۔ اس نے عموماً اپنے ماحول سے معبود تخلیق کیئے ہیں اور انہی کو متصرف یا ماوراء الطبیعیات کے لیئے وسیلہ تصور کیا ہے اسے ان دیکھی حقیقت اور قوت کی موجودگی کا احساس تو ہو رہا ہے لیکن مادی وسائل کی تنظیم و تربیت میں اس کا دخل انسان کو سمجھ نہیں آیا۔ بریں سبب اس کی ہمیشہ یہ آرزو رہی ہے کہ حقیقت منتظر کو لباس مجاز میں دیکھے۔ اس ایک لغزش نے انسان کو اپنے خالق سے دور کر رکھا ہے۔ رب کریم تو ہر دور میں انسان کو اپنی طرف بلاتا رہا ہے لیکن یہ ہر دفعہ نئے بہانے بناتا اور خالق سے دوری کے نئے حیلے تراشتا رہا ہے۔ قرآن نے خالق کائنات کا تعارف اس طرح کروایا:

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر: (انعام: ۱۰۳)

اسے نگاہیں نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے، وہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔

لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر: (الشوریٰ: ۱۱)

(کائنات میں) کوئی شے بھی اس جیسی نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

فلا تضربوا للہ الامثال، ان اللہ یعلم وانتم لا تعلمون: (النحل: ۷۴)

پس اللہ کے لئے مثالیں نہ گھڑو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

رب کریم کی ذات محسوس و مرئی نہیں اور انسان کی کمزوری دیکھنا اور محسوس کرنا ہے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اس کمزوری کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے مادی وجود کی رہنمائی عطا کی تاکہ وسائل کی تنظیم و ترتیب میں اسے کوئی دقت نہ ہو۔ انبیاء علیہم السلام کو بشری راہنمائی مہیا نہیں کی بلکہ ایک محسوس حقیقت کے ساتھ وابستگی کے لئے نقطہ آغاز میسر آئے اور انسان فکری و روحانی اعتبار سے غیر منظم اور گمراہ نہ ہو۔ اس پہلو کو قرآن نے پوری طرح واضح کیا ہے:

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القریٰ۔ افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلھم: (یوسف: ۱۰۹)

ہم نے آپ سے پہلے مختلف بستی والوں میں جتنے پیغمبر بھیجے تھے وہ سب بھی آدمی ہی تھے اور ہم ان پر وحی نازل کیا کرتے

تھے پھر کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے تھے ۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون : (نحل : ۴۳)

ہم نے آپ سے پہلے بھی آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے تھے جس کی طرف وحی نازل کرتے (ان سے کہیں) تم اہل الذکر سے پوچھ دیکھو اگر تمہیں معلوم نہیں ۔

وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیھم فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون : (انبیاء : ۷)

(اے پیغمبر) ہم نے آپ سے پہلے بھی آدمی ہی پیغمبر بنا کر بھیجے ہیں جن پر ہم وحی کرتے تھے ۔ (اے اہل مکہ) تم اہل کتاب سے پوچھ لو اگر تمہیں معلوم نہیں ۔

ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات (بقرہ : ۱۴۸)

ہر گروہ کے لئے ایک سمت ہے جس کی طرف وہ رخ پھیر لیتا ہے پس تم بھلائیوں کی طرف سبقت کرو ۔

لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ : (الحج : ۶۷)

ہم نے ہر امت کے لیئے عبادت کا ایک طور طریقہ ٹھہرایا ہے جس کی پیروی وہ کرتی ہے ۔

قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضاھا فول وجھک شطر المسجد الحرام : (بقرہ : ۱۴۴)

آپ کے رخ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں ۔ لو ہم اسی قبلے کی طرف تمہیں پھیر دیتے ہیں جسے تم پسند کرتے ہو ۔ مسجد الحرام کی طرف رخ پھیر دو ۔ مشیت الٰہی کے مطابق جب اسلام ایک مکمل دین کی حیثیت سے ظہور پذیر ہوا تو وحدہ ' لا شریک کا نکھرا ستھرا تصور پیش کیا گیا ۔ اللہ واحد کی عبادت پر سوسائٹی کی تنظیم و استحکام کے لئے محمد کریم علیہ السلام کی نبوت اور قیادت و سیادت کو بطور اساس کے محکم کیا گیا ۔ نیز کعبۃ اللہ کو جہت خاص اور مرکز دین کی حیثیت سے متعارف کرایا گیا ۔ قرآن پاک نے رسول کریمؐ اور کعبۃ اللہ کو جس حیثیت سے پیش کیا ہے اسے مندرجہ ذیل آیات سے معلوم کیا جا سکتا ہے ۔

رسول کی حیثیت

یا ایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للہ ما فی السماوات والارض : (النساء : ۱۷۰)

لوگو ! یہ رسول تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آ گئے ہیں ایمان لے آؤ تمہارے لیئے بہتر ہے اور اگر انکار کرتے ہو تو جان لو کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے اور اللہ علیم بھی ہے ۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ن الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحی و یمیت فامنوا باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ و کلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون : (اعراف : ۱۸۵)

آپ کہہ دیں ' " اے لوگو ! میں تم سب کی طرف سے اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین و آسمان کی بادشاہی کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہی زندگی بخشتا ہے وہی موت دیتا ہے ' پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی ' امید ہے کہ تم راہ راست پا لو گے ۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شیء علیما : (احزاب : ۴۰)

(لوگو) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ' اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے ۔

کعبتہ اللہ

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکتہ مبارکا و ھدی للعالمین فیہ ایات بینات مقام ابراھیم و من دخلہ کان امنا ۔ و للہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۔ و من کفر فان اللہ غنی عن العالمین : (ال عمران : ۹۷)

بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیئے تعمیر ہوئی ہے جو مکہ میں واقع ہے ۔ اس کو خیر و برکت دی گئی ہے اور جہان والوں کے لیئے مرکز ہدایت بنایا گیا تھا ۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں ۔ ابراہیمؑ کا مقام عبادت ہے ۔ اور اس کا حال یہ ہے کہ جو اس میں داخل ہوا وہ مامون ہو گیا ۔ لوگوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے ۔

جعل اللہ الکعبتہ البیت الحرام قیاما للناس والشھر الحرام والھدی والقلائد ذالک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السماوات و ما فی الارض وان اللہ بکل شی علیم : (المائدہ : ۹۷)

اللہ نے مکان محترم کعبہ کو لوگوں کے لئے (اجتماعی زندگی کے) قیام کا ذریعہ بنایا اور ماہ حرام اور قربانی کے جانوروں اور قلادوں کو بھی (اس کام میں معاون بنایا) تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے سب حالات سے باخبر ہے اور اسے ہر چیز کا علم ہے ۔ پس امت مسلمہ کے استحکام کی تین بنیادیں ہیں :

1 : غیر مرئی معبود (اللہ کی ذات پاک)

2 : انسانی وجود کی رہنمائی (خاتم النبیین کی شخصیت)

3 : محسوس مرکز (کعبتہ اللہ)

امت مسلمہ خوش نصیب ہے کہ ان دیکھے معبود کے ساتھ اس کا رشتہ مستحکم ہے ۔ استحکام کا سبب وہ جامع و مکمل پیغام ہے جو قرآن مجید کی صورت میں محفوظ ہے ۔ مسلمان جب چاہے اپنے رب سے ہمکلام ہو سکتا ہے ۔ حضور اکرمؐ کی محسوس راہنمائی آپ کی سنت اور امت کے متواتر عمل میں موجود ہے ۔ ضرورت مند کسی وقت اس کی جانب رجوع کر سکتا ہے اور محسوس مرکز کعبتہ اللہ کو قدرت الٰہی نے محفوظ و مامون رکھا ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبتہ اللہ اور اس کے گرد و پیش کو حرم قرار دیا ہے اور امن و چین کا گہوارہ بنایا ۔

واذ جعلنا البیت مثابتہ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی : (بقرہ : ۱۲۵)

اور یہ کہ ہم نے اس گھر (کعبے) کو لوگوں کے لئے مرکز اور امن کی جگہ قرار دیا تھا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیمؑ جہاں کھڑے ہوتے تھے ۔ اس مقام کو مستقل جائے نماز بنا لو ۔

واذ قال ابراہیم رب اجعل ھذا بلدا امنا وارزق اھلہ من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الآخر ـ قال و من کفر فامتعہ قلیلا ثم اضطرہ الی عذاب النار وبئس المصیر : (بقرہ : ۱۲۶)

اور یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی ! " اے میرے رب اس شہر کو امن کا شہر بنا دے اور اس کے باشندوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انہیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے " جواب میں اس کے رب نے فرمایا " اور جو نہ مانے گا ' دنیا کی چند روزہ زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا اور آخر کار اسے عذاب جہنم کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے ـ

اولم نمکن لھم حرما امنا یجبی الیہ ثمرات کل شیء رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون : (قصص : ۵۷)

کیا وہ واقعہ نہیں ہے کہ ہم نے ایک پرامن حرم کو ان کے لئے جائے قیام بنا دیا جس کی طرف ہر طرح کے ثمرات کھنچے چلے آتے ہیں ـ ہماری طرف سے رزق کے طور پر ـ مگر ان میں سے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں ـ

اولم یروا انا جعلنا حرما امنا ویتخطف الناس من حولھم افبالباطل یومنون وبنعمۃ اللہ یکفرون : (عنکبوت : ۶۷)

کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے ایک پرامن حرم بنا دیا ہے حالانکہ ان کے گردو پیش لوگ اچک لئے جاتے ہیں ـ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا کفران کرتے ہیں ـ

محسوس مرکز کے اس تصور کو مزید وسعت دینے اور انسان کی دینی تاریخ سے اس کو ملحق کرنے کے لئے قرآن نے مسجد اقصیٰ کا ذکر کیا تاکہ اسے مرکزیت میں سمو دیا جائے : فرمایا '

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایتنا انہ ھو السمیع البصیر : (بنی اسرائیل : ۱)

پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے دور کی اس مسجد تک جس کے ماحول کو اس نے برکت دی ہے تاکہ اسے اپنی کچھ نشانیوں کا مشاہدہ کرائے ـ حقیقت میں وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ـ

مکہ مکرمہ سے اگر نور ہدایت کی پہلی کرن پھوٹی تھی تو مدینہ اس نور ہدایت کی پوری جلوہ گری کا مرکز تھا ـ مکہ اگر ظہور اسلام کا ذریعہ تھا تو مدینہ غلبہ اسلام کا مظہر ـ اس لئے رسول اللہ نے محسوس مرکز کو مزید مستحکم کرنے کے لئے مدینے کو بھی حرم کی حیثیت دی تاکہ غلبہ اسلام کا تصور ذہنوں میں ہمیشہ تازہ رہے ـ

قال رسول اللہؐ ان ابراہیم حرم مکۃ فجعلھا حراما وانی حرمت المدینۃ فجعلتہ حراما : (مشکاۃ ۱۷ : ۶۶۰)

رسول اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم نے مکہ کو عظمت دی اور اسے حرم بنایا ـ میں مدینہ کو عظمت دیتا ہوں اور اسے حرم قرار دیتا ہوں ـ

قال رسول اللہ : انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا : (مشکاۃ ۱ : ۹-۶)

رسول اللہ نے فرمایا کہ میں مدینہ کے دو سنگتانوں (پہاڑوں کے درمیان) کو حرم قرار دیتا ہوں کہ اس کے خاردار درخت کاٹے جائیں اور نہ شکار مارا جائے ـ

المدینۃ حرام ما بین عیر الی ثور فمن احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین : (مشکاۃ ۱ : ۹-۶)

رسول اللہ نے فرمایا کہ مدینہ مقام میر سے ثور تک حرم ہے ۔ جس شخص نے مدینہ میں نئی بات پیدا کی یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دی اس پر اللہ تعالیٰ ' اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے ۔

انحرافی قوتوں نے اسلام کی تینوں بنیادوں کے خلاف بغاوت کی ہے ۔ توحید الٰہی کو شرک اور توہمات کے ذریعے ' رسول اللہ کی قیادت شخصی قیادتوں کے ذریعے اور مقدسات اسلامیہ کو بے حرمتی اور فساد کے ذریعے نقصان پہنچانے کی کوششیں کیں ۔ گو امت مسلمہ کے اجتماعی شعور نے انحرافی سرگرمیوں کو ہمیشہ مسترد کیا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ یہ قوتیں امت کے استحکام میں شگاف ڈالنے میں کامیاب ہوئی ہیں ۔

علمی اعتبار سے انحراف کی پہلی کوشش ملوکیت کا استحکام تھا لیکن فکری لحاظ سے سب سے پہلا انحراف عقیدہ امامت ہے ۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس نے پیغمبر معصوم کے بعد مزید معصوموں کو متعارف کرایا ۔ اس کے ذریعے مبہم شخصیتوں کی موجودگی کو شخصیت کی تاریخ کا حصہ بنا دیا اور موجودہ سرگرمیوں کا مرکز حاضر امام ٹھرا ۔ اس کا مقصد رسول اکرمؐ کی سنت کو ناقابل التفات بنانا تھا ۔ مسلمانوں کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ ان کے ہاں کسی نئے نبی کا دعویٰ تو پذیرائی حاصل نہ کر سکا البتہ امامت کے تصور نے جڑ پکڑی ۔ مسلمانوں کا ایک طبقہ حاضر امام کے تصور میں فریب کھا گیا اور یوں اس تصور کے گرد اسلام کا ایک نیا ایڈیشن تیار ہوا ۔ اس ایڈیشن کی تیاری میں مجوسی روایات نے بعض بنیادیں فراہم کیں اور یونانی فلسفے نے دلائل و اسلوب بیان ' امامت پسند دانشوروں ' طالع آزماؤں ' اقتدار پسندوں میں اس کی جڑیں پھیلنے لگیں ۔ شعر و ادب نے اسے زبان دی اور لفظوں کے بعض شاذو منحرف سلسلوں نے اسے پناہ دے کر مقبول عام بنانے میں اہم کردار ادا کیا ۔ مسلمانوں کی تاریخ میں زیر زمین سرگرمیاں ' مسلمانوں کی اہم شخصیتوں کا قتل ' مسلمہ عقائد کے خلاف کھلم کھلا اظہار ناراضگی ' انہی لوگوں کے ذریعے ہوا جو کسی نہ کسی صورت میں عقیدہ امامت کے قائل تھے ۔ حاضر امام کے تصور نے کئی طالع آزماؤں کو تخریب و فساد پر آمادہ کیا ۔ قرامطہ ' باطنی ' اخوان الصفاء ' دروز نصیری ' اسماعیلی سب کے سب اسی تصور کی توسیع ہیں ۔ اگرچہ امام غائب کے تصور نے اس گروہ کی بڑی اکثریت کو نئی امامت سے محروم کر دیا ہے ۔ لیکن نیابت و ولایت کا تصور زندہ وفعال ہے ۔ سلاجقہ سے پہلے کچھ دیر کے لئے بنی بویہ کا منظم اقتدار تھا ورنہ اس گروہ کے مختلف افراد کا کردار تخریب کاری ' لوٹ مار اور بعض علاقوں میں محدود جبری تسلط کے سوا کچھ نہیں تھا ۔ اس گروہ کے اصل ہدف ہمیشہ مسلمان رہے ہیں ۔ مسلمانوں کی تذلیل ' ان کے مسلمہ اداروں کی بے حرمتی اور شعائر کی بے عزتی ان کا پیشہ رہا ہے محمود غزنوی کے عہد کا مورخ بعض وقائع کو بیان کرتا ہے جن سے مسلمانوں کے باطنی اقتدار کی واضح تصویر سامنے آتی ہے ۔ مصر میں فاطمیوں کا اقتدار ' ایران اور وسط ایشیا میں ان کا تسلط اور مسلم ہندوستان میں بعض ریاستوں کو تنظیم ملت اسلامیہ کے تلخ تجربات ہیں ۔

مسلمان جب تک غالب تہذیب اور محکم سیاسی قوت کے طور پر موجود تھے تو انحرافی سرگرمیاں دبی رہتی تھیں اور امت مسلمہ کو بحیثیت مجموعی کوئی ایسا نقصان نہیں پہنچتا تھا جس کے ازالے کے لئے جدوجہد نہ ہو سکے ۔ ادھر ادھر جہاں کہیں بغاوتیں ہوئیں ' فرو کر دی گئیں ۔ کوئی ریاست قائم ہوئی تو اس پر کنٹرول رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا سیاسی یا فوجی حل تلاش کیا جاتا رہا ۔ فکری میدان کے شوشے علماء امت کے وزن سے بے اثر رہے ' اور انتظامی معاملات کو سلاطین اسلام نمٹاتے رہے لیکن مغربی استعمار کے ہاتھوں جب مسلمانوں کی سیاسی قوت ختم ہوئی اور مغرب کی فکری و عملی یلغار نے علمی مراکز کو بے بس کر دیا تو انحرافی قوتوں کو کھل کے کھیلنے کا موقع مل گیا ۔ استعماری حکمت عملی بھی کچھ

اس طرح کی تھی کہ ہر ملک سے انحرافی گروہوں کو تلاش کر کے ساتھ ملایا گیا اور مسلم اکثریت کو کچلنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی گئی ۔ مشرق وسطی میں یہودی عیسائی اقلیت کے ساتھ ' اسماعیلی دروز ' نصیری اور اثنا عشریوں کو استعمال کیا گیا ۔

برصغیر پاک و ہند میں دعوائے نبوت کی حوصلہ افزائی سے پہلے اور بعد میں بھی رفض کا رجحان رکھنے والوں کو چنا گیا ۔ تعلیم و تربیت کی سہولتیں دی گئیں ۔ مختلف مناصب پر فائز کیا گیا اور ان سے امت مسلمہ کے مجموعی مفاد کے خلاف کام لیا گیا ۔ صلیبی جنگوں میں روافض کے تمام گروہ صلیبیوں کے معاون تھے ۔ ایک مرحلے پر سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا زیرک منتظم بھی قاتلانہ سازش کی زد میں تھا ۔ اگر یہ سازش کامیاب ہو جاتی تو تاریخ کا رخ کچھ اور ہوتا ۔ جس طرح حسن بن صباح کی سازش سے نظام الملک قتل ہوئے تو حالات بدل گئے ۔ ابن علقمی ' محقق طوسی ' اور جعفر جیسی شخصیتوں کے اثرات سلطنت عباسیہ اور مسلم ہند کے حوالے سے دیکھے جا سکتے ہیں ۔ مخالف اسلام قوتوں کو مسلمان معاشروں کے اس ففتھ کالم کا پورا پتہ ہے اور وہ اسے وقتاً فوقتاً استعمال کرتی رہتی ہیں ۔ اس وقت عالم اسلام پھر دشمن قوتوں کی زد میں ہے اور ان کی کوشش ہے کہ مسلمان متحد نہ ہوں اور سیاسی ' اقتصادی اور فوجی طاقت کے طور پر نہ ابھریں ۔ ان کے حربوں میں سے ایک حربہ مسلمانوں کے اندر موجود انحرافی گروہوں کا استعمال ہے ۔ مسلمانوں کے باشعور طبقوں خصوصاً علماء دانشور اور سیاسی کارکن اور صحیح الخیال صاحب ثروت لوگوں اور حکومتوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان قوتوں کے عزائم سے باخبر رہیں ۔ ان کی سازشوں کو بے نقاب کریں ۔ عامۃ المسلمین کو ان کے خطرناک عزائم آگاہ کریں اور تحفظ کا اہتمام کریں ۔ اس وقت کسی عمیق تحقیقی تجزیے کا پیش کرنا مطلوب نہیں صرف اس سمت توجہ دلانا مقصد ہے اس لئے عام اسلوب میں چند حقائق کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے ۔ میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم ان قوتوں کی حکمت عملی کا ادراک ہے کیونکہ اسے سمجھے بغیر کوئی اقدام نہ صرف بے فائدہ بلکہ بعض اوقات تکلیف دہ ہوتا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے طریقہ واردات کا ذکر کیا جائے ۔ انحرافی قوتیں حصول مقصد کے لئے کئی طریقے اختیار کرتی ہیں ۔ سب کا احاطہ مشکل بھی ہے اور طوالت کا باعث بھی ہو گا اس لئے چند امور پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ۔

1: مسلم سوسائٹی میں مرتبہ قبولیت

انحرافی گروہوں کا یہ منصوبہ رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی اجتماعیت کا قابل قبول حصہ رہیں ۔ منظم پروپیگنڈے اور جائز و ناجائز ذرائع کے استعمال سے قبولیت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ مسلم معاشروں کو تاریخی تجربات کے حوالے سے ان گروہوں پر کبھی اعتماد نہیں رہا ۔ مسلمانوں کے اجتماعی شعور نے انہیں کبھی اپنا حصہ تسلیم نہیں کیا غداریوں ' سازشوں اور ظالمانہ رویوں کیوجہ سے ان پر کبھی اعتبار نہیں کیا ۔ دور حاضر کا کرشمہ ہے کہ یہ عناصر ملت اسلامیہ کا اہم جزو بن رہے ہیں مسلم عوام کی سادگی اور خلوص کی بے تدبیری و بے بصیرتی کی وجہ سے انہیں یہ مواقع ملے ہیں مثلاً آج کل فقہ جعفریہ کی اصطلاح کو فروغ دیا جا رہا ہے تاکہ عقیدے کے بنیادی اختلاف پر پردہ ڈال کر محض فقہی اختلاف کی بات ہو اور عام آدمی یہ سمجھے کہ یہ تو محض تعبیر کا اختلاف ہے اور علماء نے مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے ۔ ذرائع ابلاغ کو جس طرح استعمال کیا جا رہا ہے اور مذہبی مجالس میں جس طرح کے تصورات کی تشہیر ہوتی ہے اس کا لازمی اثر ذہنوں کی

تشکیل ہے ۔ ایک نسل میں اس کے اثرات کا اندازہ لگانا مشکل ہے ۔ برسوں کی منصوبہ بندی کے نتائج بھی دیر بعد ظاہر ہوتے ہیں ۔ عالم اسلام میں کامیاب پروپیگنڈا مہم کا نتیجہ ہے کہ عام آدمی رافضی کو برابر کی سطح پر تسلیم کرنے پر آمادہ نظر آتا ہے ۔ مسلمانوں کے باہمی اختلاف سے خوفزدہ اور اصلاح احوال سے مایوس افراد ' جن میں اچھے پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہیں ' اتحاد کے پرکشش نعرے میں رفض و انحراف اور اباحت پسندی والحاد کو بھی جگہ دینے پر تیار ہوتے ہیں ۔ یہ ایک دام تزویر ہے جس کے پرفریب ظاہر میں سم قاتل مخفی ہے ۔ استعماری قوتوں کی ریشہ دوانیوں کے باعث ان گروہوں کو موثر حیثیت حاصل ہو گئی ہے ۔ اس کی تازہ ترین مثال عالمی تحریک اسلامی پر ایک گروہ کی یلغار ہے ۔ اس گروہ نے وسائل کی فراوانی اور پروپیگنڈے کے زور پر نہ صرف تحریک اسلامی کی اصطلاح کو اچک (HiJack) کر لیا ہے بلکہ بزعم خود تحریک اسلامی کے اصل نمائندے کا کردار بھی اختیار کر لیا ہے حالانکہ مختلف ممالک میں تحریک اسلامی کے کارکن مسائل و مشکلات سے دو چار ہیں ۔ ایران کے صفوی انقلاب میں ملک کی سنی اکثریت کا جو حشر ہوا اور علماء و ادباء کے ساتھ جو سلوک کیا گیا اس کی ایک جھلک نور اللہ شوستری کی مجالس المومنین اور مصلح الدین الاری شافعی کی تاریخ اسلام میں دیکھی جا سکتی ہے ۔ موجودہ ایران میں اتحاد اور انقلاب کے نام پر کردوں اور بلوچوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ۔ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ۔

2۔ تحریص و ترغیب سے پیروؤں کا اضافہ '

انحرافی گروہوں کی منصوبہ بندی کا ایک پہلو تحریص و ترغیب ' منظم اقلیتیں اپنے وسائل اور مضبوط حکمت عملی کے باعث مسلمانوں کی صفوں میں مایوسی اور بددلی پیدا کرتی ہے اور اس سے فائدہ اٹھا کر افراد کو اپنے دائروں میں جذب کرتی ہیں ۔ مختلف ممالک میں یہ عمل صدیوں سے جاری ہے لیکن پچھلی نصف صدی میں اس کی سرعت اور تاثیر کا اندازہ پاکستان میں اسلامی نظام کے لئے کام کرنے والے کارکن ہی کر سکتے ہیں ۔ پاکستان کی مختلف حکومتوں نے استعماری ورثے میں آئی ہوئی پالیسی کے تحت معاشی اداروں اور صنعتوں میں انحرافی گروہ کو خوب نوازا ۔ نتیجہ معاشی اور صنعتی سیکٹر میں روزگار کے مواقع پر ان کا تسلط ہو گیا ۔ اس سیکٹر میں معمولی ملازمت سے لے کر اعلیٰ آسامیوں تک میں اس گروہ سے وفاداری اولین شرط قرار پائی ۔ ہمارے محبوب ملک پاکستان میں تو اب پرائیویٹ یونیورسٹیوں کی اجازت ملی ہے اور جو لوگ یہ ادارے قائم کر رہے ہیں ان کا حدود اربعہ بتانے کی ضرورت نہیں ۔ ان اقدامات کے پیچھے کتنی بین الاقوامی ضرورت ہے اور کتنے مقامی تقاضے اسے صرف واقفان حال ہی جانتے ہیں ۔ اس نظام کے تحت سب کچھ جاگیر دار اور زمین دار کی مرضی سے ہوتا ہے ۔ پاکستان کے دیہات جاگیرداری اور زمین داری نظام میں جکڑے ہوئے ہیں ۔ کیونکہ وہ ضلعی انتظامیہ سے منسلک ہوتا ہے اور سیاسی تگ و دو میں اس کی رسائی اسمبلیوں تک ہوتی ہے انحرافی مشنریوں نے اباحت پسندی کے انسانی مزاج سے فائدہ اٹھا کر جاگیر داروں کو متاثر کیا اور پھر ان کے ذریعے اپنے عقیدے کی نشرو اشاعت کا انتظام کیا۔ ان میں بعض خاندان اصلا مذہبی ہیں ۔ اس لئے انحرافی گروہ کو دوہری تقویت ملتی ہے ۔ ایک طرف مذہبی رسوخ ہوتا ہے تو دوسری طرف جاگیر داروں اور زمین داروں کا ایک بڑا طبقہ انحرافی تصورات کا علمبردار ہے ۔ اس صورتحال کا لازمی اثر اس علاقے میں بسنے والے عام آدمی پر ہوتا ہے ۔ علماء اہل سنت کی کوششیں اب اس لئے بار آور نہیں ہوتیں کہ بااثر زمین دار ضلعی انتظامیہ سے مل کر قانونی رکاوٹیں پیدا کرتا ہے اور پروپیگنڈے کے زور سے علماء پر فرقہ پرستی کا لیبل

چسپاں کر کے ان کی جدوجہد کو روک دیتا ہے ۔ ملتان ' جھنگ ' سرگودھا اور ڈیرہ جات کے جاگیرداروں کا طرز عمل کسی گہرے مطالعہ کا محتاج نہیں ۔

3۔ اعلیٰ مناصب کا حصول

عالم اسلامی پر استعماری قوتوں کے کنٹرول نے مسلمان معاشروں کو شکست و ریخت کا شکار کر دیا تھا ۔ ان قوتوں نے اپنی پالیسی کے تحت دینی و اخلاقی قدروں کو نقصان پہنچایا ' راسخ العقیدہ اہل دین اور صاحب اثر لوگوں کو غیر موثر کیا اور نئے تنظیمی ڈھانچے میں منحرفین کو پزیرائی بخشی ۔ ان گروہوں کو مسلمانوں کے خلاف ہر سازش میں استعمال کیا ۔ استعمار نے جس طرح انہیں چنا اور انہوں نے جس طرح خدمات انجام دیں ۔ وہ تاریخ کی بدیہی شہادت ہے ۔ آزادی کے بعد مسلم ممالک میں ایک خاص منصوبے کے تحت منحرف گروہوں کے لوگ اقتدار کے سرچشموں پر قابض ہو گئے ۔ فوج ' سول سروس ' ذرائع ابلاغ ' پولیس ' بنک اور انشورنس کمپنیاں ان کے حلقہ اثر میں آ گئے یہی وہ ادارے ہیں جن کے ذریعے مٹھی بھر افراد ملک کی غالب اکثریت کو بے بس کر دیتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی ملک میں فوجی انقلاب آتا ہے تو اسی گروہ کے لوگ موثر ہوتے ہیں اور اگر جمہوری عمل شروع ہوتا ہے تو بھی یہی لوگ برسراقتدار آتے ہیں کیونکہ مغربی نظام سیاست کے تحت سیاسی پارٹیاں بنتی ہیں یہ لوگ تمام پارٹیوں میں شامل ہوتے ہیں ۔ ان کی مضبوط منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے کہ راسخ العقیدہ افراد اور جماعتیں جس طرف کا رخ کرتے ہیں انہیں ایک موثر منحرف کھڑا دکھائی دیتا ہے ۔ شام کو لیجئے وہاں نصیریوں کی محدود اقلیت نے فوجی طاقت کے ذریعے ملک کی سنی اکثریت کو ظلم کے شکنجے میں کسا ہوا ہے پاکستان کی چالیس سالہ تاریخ میں سکندر مرزا ' یحیٰ خان اور بھٹو صاحب جیسے لوگ اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اور جانے اس وقت بھی کتنے اہم اور حساس مناصب پر انحرافیوں کا قبضہ ہو گا ۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لاہور ٹی وی کے ایک پروگرام مینجر نے میرے سامنے کہا تھا '' صاحب آپ پسند کریں یا نہ کریں محرم کے دوران ٹیلیویژن ایک امام باڑہ نظر آئے گا " ایک خاص منصوبے کے تحت حساس اسامیوں پر انہی لوگوں کا تعین ہوتا ہے جو اس گروہ کے مفادات کا خیال رکھیں۔ پاکستان میں نظام زکواۃ کے نفاذ پر جب انحرافی گروہ نے مظاہرہ کیا تھا تو فوج اور سول کے کئی افسروں نے ان کا ساتھ دیا تھا ۔ یہ خبریں بھی مشہور ہوئیں کہ کابینہ کے اندر ایک سینئر وزیر صدر صاحب کو یہ مشورہ دے رہا تھا کہ یہ مظاہرہ خطرناک ہے ان لوگوں کی بات مان لینی چاہئے اور مظاہرین کو یہ سمجھا رہا تھا کہ مظاہرے کو ذرا زور دار بنایئے تب کام بنے گا ۔ تقسیم کار کی اس حکمت عملی نے اس انحرافی گروہ کو پاکستان میں بڑی قوت دی ہے ۔

۴: قیادت کا عدم استحکام

امت مسلمہ کی اکثریت چونکہ سنی ہے اس لئے منحرفین کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ سنیوں کے ہاں کوئی متفقہ قیادت نہ ابھر سکے ۔ مسلم قیادتوں کو قتل کرانے ' بدنام کرنے اور عامۃ المسلمین میں ان کے خلاف بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے میں ہر دور کے منحرف گروہوں نے فعال کردار ادا کیا ہے بعض حالات میں تو پروپیگنڈے کے زور سے منحرف افراد کو مسلمانوں کا متفقہ لیڈر بنانے کی مساعی کی ہیں۔ سکندر مرزا ' یحیٰ خان اور بھٹو صاحب کو مسلمہ لیڈر بنانے کی کاوشوں کے

علاوہ آیت اللہ خمینی کو امام المسلمین قرار دینے کی بین الاقوامی مہم اسی اپروچ کے مظاہر ہیں۔ متفقہ قیادت نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان انتشار کا شکار رہیں گے اور انحرافی و استعماری قوتیں اپنے مفادات حاصل کرتی رہیں گی۔ سیاسی قیادتوں کے خلاف یہ طرز عمل اہم مضمرات کا حامل ہے۔ ذرا غور کریں تو واضح ہو گا کہ دینی قیادتیں بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں۔ صحابہ کرام، آئمہ ہدیٰ اور علماء امت کے خلاف جو زبان منحرفین استعمال کرتے ہیں اس سے ان کے عزائم کا پتہ چلتا ہے۔

۵: شعائر کی بے احترامی

ملت اسلامیہ کا فکری وجود اگر صحیح عقیدے پر منحصر ہے تو اس کی وحدت اور تشخص کا مدار شعائر اللہ کی تعظیم و حفاظت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب

جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے یہی تو دلوں کا تقویٰ ہے۔

انحرافی قوتیں اگر ایک طرف صحیح عقیدے سے انحراف اور باطل تاویلات میں مصروف رہی ہیں تو دوسری طرف ملت کے تشخص کے مظاہر، مقامات مقدسہ کی بے احترامی اور فساد میں ہمیشہ منہمک رہی ہیں۔ حرمین شریفین اور مسجد اقصیٰ کی حرمت وتقدس پر امت مسلمہ کا اتفاق رہا ہے۔ استعماری قوتوں نے مسجد اقصیٰ پر قبضہ کرنے اور اسے برقرار رکھنے کے لئے مسلمانوں میں شامل انحرافی گروہوں کی مدد حاصل کی۔ حرمین کے تقدس کو پامال کرنے اور انہیں تخریب کاری کا نشانہ بنانے کے لئے جو اقدامات ہوئے ہیں وہ بھی انہی انحرافی گروہوں کی کارستانی ہے۔ اسلامی عقیدے کے لحاظ سے حرمین امن و سکون اور حفاظت و استحکام کا ذریعہ ہیں۔ کعبہ تو عبادت، ذکر الٰہی، طواف اور انابت الی اللہ کے لئے وضع کیا گیا ہے قرآن کی متذکرہ الصدر آیات میں حرم مکی کی حیثیت بیان کی گئی ہے۔ ابراہیم نے جس مشن کا سنگ بنیاد رکھا تھا خاتم النبیین نے اس کی تکمیل کی اور کعبتہ اللہ کو مسلمانوں کا مرکز محسوس اور تشخص قرار دیا۔ ابراہیم کی دعاؤں میں جہاں پھلوں کے رزق اور لوگوں کے مرکز توجہ ہونے کا ذکر ہے وہاں اس گھر کے گہوارہ امن ہونے اور فساد و قتال سے محفوظ ہونے کا ذکر بھی موجود ہے۔ صدیوں سے یہ شہر امن و سکون کا گہوارہ رہا ہے جاہل اور اکھڑ عرب بھی اس کی بے احترامی سے ڈرتے تھے اور وحشی سے وحشی لوگ بھی اس شہر کے احترام میں اپنی تلواریں نیام میں ڈالے لیتے تھے۔ حرم کی بے احترامی پر خبردار کرتے ہوئے قرآن نے کہا:-

و من یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم (حج : ۲۵)

جو کوئی اس میں ظلم سے زیادتی کا ارادہ کرے گا ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

قرآن نے الحاد کی یہی اصطلاح عقیدے کے ضمن میں بھی استعمال کی ہے۔

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (اعراف : ۱۸۰)

اللہ کے لئے ہیں خوبصورت نام۔ اس کو انہی سے پکارو، ان لوگوں سے صرف نظر کرو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں عنقریب انہیں اس کا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

ان الذین یلحدون فی ایاتنا لایخفون علینا افمن یلقی فی النار خیر ا من یاتی امنایوم القیامتہ - اعملوا شئتم انہ بما تعملون بصیر - (حم السجدہ : ۴۰)

وہ لوگ جو ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں ہم سے مخفی نہیں - بھلا وہ جو آگ میں ڈالا جا رہا ہے بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن میں آئے گا - تم جو چاہو عمل کرو وہ دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو - منحرف قوتیں عقیدے کے الحاد اور عمل کے الحاد میں مبتلا ہونے کے باعث مسلمانوں کے ہر شعار کو مٹانے پر تلی ہوئی ہیں - اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں شغل بے احترامی کے گواہ ہیں - عبادات ' عہدہ قضا ' منصب امامت و خطابت ' تلاوت قرآن ' اذان ' مناسک حج ' اور حرمین کسی نہ کسی صورت میں انحرافی قوتوں کا ہدف تنقید بنتے رہے ہیں - چونکہ حرمین کی حیثیت مرکز وحدت کی ہے اس لئے انہیں زیادہ نشانہ بنایا گیا نئی زیارت گاہیں تخلیق کر کے حرمین سے توجہ ہٹانے کی کوشش کی گئی - پھر بھی نہ بنی تو براہ راست نشانہ بنایا گیا - غیر مسلمانوں کی نظر بھی حرمین پر رہی ہے اور مسلمانوں کی صفوں میں موجود منحرفین نے بھی حرمین کی بے احترامی کو اپنا شعار بنائے رکھا ہے - حرمین کا تحفظ امت مسلمہ کو ہمیشہ عزیز رہا ہے - مسلمانوں کی تاریخ میں صرف دو ہی اہم واقعات ہیں - جب کعبتہ اللہ کو نقصان پہنچایا گیا ایک واقعہ اقتدار کی کشمکش اور ملوکیت کی ہوس کا ہے جب حجاج بن یوسف نے حرم مکی میں محصور عبداللہ بن زبیر پر قبضہ حاصل کرنے کے لئے منجنیق سے کعبہ پر پتھر برسائے اور دوسرا واقعہ قرامطہ کی بغاوت کا ہے - روافض کا یہ باطنی گروہ اپنی بغاوت اور سرکشی کے باعث پوری امت مسلمہ کے لئے مصیبت کا باعث بنا ہوا تھا - تھوڑی دیر کے لئے حرم پر ان کا قبضہ ہوا تو نہ صرف اس کا تقدس پامال ہوا بلکہ حجر اسود کو اس کے مقام سے اکھیڑا گیا - حجر اسود کی شکستگی آج بھی اس حادثے کی یاد تازہ کرتی ہے -

یہ حسن اتفاق ہے کہ منحرف قوتوں کو ملت پر کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوا - جہاں کہیں جزوی طور پر اقتدار ملا وہ اس پوزیشن میں کبھی نہیں آئے کہ وہ حرمین کی تقدیس کو پامال کر سکیں - مصر کے فاطمی ' عباسی خلافت پر مسلط بنی بویہ اور دسویں صدی کے صفوی اتنے طاقت ور نہیں تھے کہ حرمین میں فساد ڈالتے - یہ دور حاضر کی کارستانی ہے کہ انقلاب اسلامی کے نام پر ایک ایسا زہر گھول دیا ہے جس سے پورا عالم اسلام اذیت و کرب میں مبتلا ہے - اس انقلاب نے نہ صرف مسلم ممالک میں موجود ہم خیال گروہوں کو ا یکجہت کیا اور آمادہ فساد کیا ہے بلکہ کفرستان میں موجود مسلم اقلیتوں پر بھی شب خون مارا ہے - مادی وسائل ' تشہیری ذرائع اور فعال ایجنٹوں کے ذریعے ہر جگہ مسلمانوں پر مایوسی اور بد دلی پھیلائی ہے - تاکہ ان کی ملت بڑھ سکے - بد قسمتی سے برطانیہ ہی میں ایک گروہ کی طرف سے حرمین کے سلسلے میں ایک قرار داد پاس ہوئی تھی جس کے جواب میں برطانیہ کی مسلم کیمونٹی نے متفقہ طور پر تقدس حرمین کے تحفظ کا اعلان کیا تھا - یہ تو ایک رائے کا اظہار تھا لیکن انقلابی قیادت نے تو بین الاقوامی پروپیگنڈہ کی سازگار فضا میں حرمین میں عملی فساد کا منصوبہ بنایا تاکہ ' انتشار زدہ عالم اسلام مرکز سکون و اطمینان سے بھی محروم ہوجائے - دشمن اسلام طاقتیں یہ چاہتی ہیں کہ فساد اور بد نظمی کی ایسی فضا پیدا ہوجائے کہ اسرائیل کے لئے آسانیاں پیدا ہوں - ایک عام مسلمان حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ سے دشمنی پر مبنی پروپیگنڈے کے درپردہ انہی مقاصد کی تکمیل ہوئی ہے جو دشمنوں کو عزیز ہیں -

منحرف قوتوں کے عزائم منفی ہیں ' حرمین کی بے احترامی ان کا عملی اقدام ہے اور مسلمان ملکوں میں انتشار ان کا فلسفہ - جہاں جہاں یہ لوگ موجود ہیں وہ انحراف کے مرکز سے وابستہ ہیں اور وہیں سے ہدایات حاصل کرتے ہیں - راسخ العقیدہ مسلمان عوام اور دینی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ محکم حکمت عملی سے اس کا توڑ کریں - جن راہوں سے

(بقیہ ۶۲ پر)